اور امریکہ مخالف عمران ہار گیا!

تحریر: سہیل احمد لون

بالآخر انتخابات 2013ء حسب روایت بے پناہ خدشات، تحفظات، اعتراضات، بے یقینی کی صورت حال اور سیکورٹی کے نامناسب حالات میں اپنے منطقی انجام تک پہنچ گئے۔ تقریباً 4 دہائیوں بعد وطن عزیز میں انتخابی مہم کے آغاز سے انتخابات کے دن تک عوامی جوش و خروش دیکھنے کو ملا جس کا سہرا تحریک انصاف کے چیر مین عمران خان کے سر جاتا ہے۔ پاکستان کی تاریخ میں ساٹھ فیصد سے زائد ٹرن آوٹ اس سے قبل کبھی نہیں آیا۔ تمام مبصرین، تجزیہ نگار اور سیاسی بصارت رکھنے والے یہ کہہ چکے تھے کہ اگر ٹرن آوٹ روایتی حدف عبور کر کے ساٹھ سے زائد ہو گیا تو تحریک انصاف نون لیگ کو اپ سیٹ کر سکتی ہے۔ ٹرن آوٹ تو ساٹھ فیصد سے بڑھ گیا مگر انتخابات کے نتائج ایسے ''ٹرن'' کیے گئے کہ عمران خان کو ''آوٹ'' کر دیا گیا۔ ان فارم کپتان مشکل حالات میں اچھی کارکردگی دکھانے میں شہرت رکھتا تھا مگر وہ لاہور میں اپنی وکٹ نہ بچا سکا۔ لاہور تو اس کا ہوم گراونڈ تھا جس میں اس کو ہوم کراوڈ کا ایڈوانٹیج بھی حاصل تھا جہاں وہ مخالفین کے باوٗلر کے باآسانی چھکے چھڑا سکتا تھا۔ مگر کپتان کو متنازعہ رن آوٹ کر دیا گیا۔ جب کپتان کی وکٹ ایک غیر معروف کھلاڑی اڑا دے تو بھلا حامد خان جیسا نوخیز کھلاڑی تجربہ کار، آزمودہ کار اور منجھے ہوئے کھلاڑی سعد رفیق کے سامنے کیسے ٹک سکتا تھا۔ حامد خان کو جب آوٹ قرار دیا گیا تو وہ انہوں نے گراونڈ امپائر کے فیصلے پر یقین نہ کیا تماشائیوں نے بھی احتجاج شروع کر دیا اور معاملہ تھرڈ امپائر کے حوالے کرنے کی اپیل کی۔ یہ بات حالانکہ ان کو اچھی طرح معلوم ہے کہ تھرڈ امپائر بھی ان کے خلاف ہی فیصلہ دے گا کیونکہ امپائرنگ غیر جانبدارانہ نہیں ہے۔ امپائرنگ کا معیار دیکھ کر کپتان نے جدید ٹیکنالوجی کا استعمال کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ کپتان کو شاید یہ معلوم نہیں کہ جدید ٹیکنالوجی کو بھی انہیں لوگوں نے استعمال کرنا ہے جو کرپٹ نظام کے برابر کے حصہ دار ہیں۔ 1987ء کے عالمی کپ کا پہلا سیمی فائنل جو لاہور میں کھیلا گیا تھا اس میں بھی کپتان نے اپنی ذمہ دارانہ بیٹنگ سے ہوم کراوڈ کے سامنے ٹیم کو جیتنے کی پوزیشن میں لے آئے مگر وہ غیر معیاری امپائرنگ کا نشانہ بنے اور ٹیم کو ورلڈ کپ نہ جتوا سکے (جو بعد ازاں 1992ء میں جتوایا) مگر اس میچ کے اختتام پر امپائر ڈکی برڈ نے اپنے غلط فیصلے پر افسوس کا اظہار کیا اور معذرت بھی کی۔ مگر یہاں امپائرز غلط آوٹ بھی دے رہے ہیں اور شرمندگی یا معذرت جیسی کسی اخلاقی چیز کا تصور ان کے دماغ میں نہیں ہے۔ تخت لاہور کے حالیہ وارث میاں صاحب ہیں مگر لاہوریوں میں خواجہ سعد رفیق کی مقبولیت کا گراف دیکھ کر تو لگتا ہے نون لیگ کا کپتان خواجہ سعد رفیق کو ہونا چاہیے تھا۔ میاں نواز شریف لاہور میں اتنے کھوکھے (کروڑوں روپیہ) لگا کر بھی ایک پیٹی (لاکھ ووٹ) نہ بنا سکے خواجہ سعد رفیق نے پیٹی ووٹوں کی لے کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ حنیف عباسی کے ''پیٹی پرا'' نہیں۔ کپتان کو اب قسمت کا فیصلہ سمجھ کر حالات سے سمجھوتا کر لینا چاہیے۔ یہ چند وکٹوں یا سپاٹ فکسنگ کا معاملہ نہیں ہے یہاں تو میچ فکسنگ کی گئی ہے۔ کرکٹ میں اگر سپاٹ یا میچ فکسنگ کے شواہد سامنے آجائیں تو مقامی بورڈ اپنا فرض پورا نہ کرے تو آئی سی سی خود معاملے کا نوٹس لے کر ملوث افراد کو سزا دیتی ہے۔ مگر یہاں تو ''ٹرم فکس'' کا پلان وائٹ ہاوس میں تیار ہوتا ہے جس کو برطانیہ اور سعودی عرب کی تائید حاصل ہوتی ہے۔ عسکری

قیادت اسے عمل درآمد کروانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے جس میں الیکشن کمیشن سمیت آزاد عدلیہ بھی معاونت کرتی ہے۔عمران خان نے شارجہ میں بھارت کے خلاف میچ کے دوران حقیقی سپورٹس مین ہونے کا مظاہرہ کیا جب سری کانت کو امپائر نے آؤٹ قرار دیا مگر سری کانت امپائر کے فیصلے سے خوش نہیں تھے تو عمران خان نے سری کانت کو واپس بلا کر دوبارہ باری لینے کو کہا۔ جو انسان بھارت کے خلاف میچ کھیلتے ہوئے ایسا فیصلہ کرسکتا ہے تو وہ اپنے ملک میں سیاسی میچ کے دوران بھی فراخ دلی کا مظاہرہ کرسکتا ہے۔مگر سیاسی میچ میں متنازعہ آؤٹ اسی کو دیا جاتا ہے جسے پویلین بھیجنے کا پلان ہو۔کبھی ذوالفقار علی بھٹو مقتول کو سفید مکان کے مکین کو سفید ہاتھی کہنے کی پاداش میں تخت سے تختہ دار تک پہنچا دیا گیا۔عمران خان جو کھلے عام ڈرون مار گرانے کی بات کرے،امریکہ کے لیے کام کرنے کی بجائے امریکہ کے ساتھ برابری کی سطح پر تعلقات قائم کرنے کی بات کرے،علمی پستی سے نکال کر عوام کو شعور دینے کی بات کرے،جو آئی ایم ایف سے قرضوں کی بجائے اپنے وسائل سے ملک کو پیروں پر کھڑا کرنے کی بات کرے جو ملک میں عدل وانصاف کی بات کرے تو ایسا عوامی لیڈر امریکہ بہادر کو قابل قبول کہاں ہوسکتا ہے؟عمران خان نے ان انتخابات کی بہت تیاری کی انتخابی مہم میں بھی بہت محنت کی ٹکٹوں کی معاملے میں کئی جگہ کپتان سے چوک ضرور ہوئی جس کا بالواسطہ اعتراف انہوں نے انتخابات سے قبل ہسپتال سے اپنے ایک بیان میں کہا تھا کہ نظریے کو ووٹ دینا بندہ نہیں دیکھنا۔کچھ حلقوں میں تو ایسے امیدواروں کو ٹکٹیں دے دیں جن کا کردار تحریک انصاف کے نظریے سے متضاد یا متصادم تھا مگر ایسے لوگوں کی وکٹیں بھی اڑ گئیں جن کا کردار تعلیم اور علم وفراست مخالف امیدوار سے کہیں بہتر تھا۔لاہور میں روحیل اصغر نے علامہ اقبال کے پوتے کو ہرایا جو تعلیم،کردار اور خاندانی پس منظر کے لحاظ سے زیادہ بہتر تھا۔تو ثابت یہ ہوا کہ نظریے یا امیدوار کو ووٹ نہیں ملے بلکہ ووٹ اس کو ملے یا ڈلوائے گئے جن کو باری دینے کا فیصلہ کرلیا گیا تھا۔میاں صاحب نے بلٹ ٹرین چلانے کا وعدہ کیا ہے دیکھیں وطن عزیز میں جہاں بلٹ تو ہر طرف چلتی ہے مگر ٹرین نہیں وہاں بلٹ ٹرین کیسے چلا پائیں گے؟ ویسے وطن عزیز میں ہم نے 66 برس میں انگریزوں کی بچھائی ہوئی ریلوے لائن میں اضافہ نہیں کیا۔اگر ریل گاڑی چلتی ہوتی تو غلام احمد بلور کو سرخ جھنڈی نہ دیکھنا پڑتی۔تعجب ہے کہ ریل کے موجد جن کی مرہون منت ہمارے خطے میں ریل کی پٹریوں کا جال بچھا ان کے اپنے ملک میں بلٹ ٹرین نہیں چلتی اور نہ ہی آج تک انہوں نے اس کی ضرورت محسوس کی ہے۔امریکہ،کینیڈا،روس،جرمنی،سپین،اٹلی،فرانس،ترکی،سوئس،جاپان،جنوبی کوریا اور چین میں بلٹ ٹرین چلتی ہیں دنیا کی تیز رفتار بلٹ ٹرین جاپان 581 کلومیٹر فی گھنٹہ اور فرانس کی 574 کلومیٹر فی گھنٹہ کی تیز ترین رفتار کا ریکارڈ رکھتی ہیں۔اب دیکھنا ہے کہ مستقبل کا ایشین ٹائیگر پاکستان کی بلٹ ٹرین جاپان کی بلٹ ٹرین کی رفتار کا ریکارڈ توڑنے میں کامیاب ہوتی ہے؟اگر قانون بنانے والے قانون توڑنے والے کو سزا دے سکتے ہیں تو کیا دل بنانے والا دل توڑنے والے کو سزا نہیں دے گا؟ جو حکمران اقتدار حاصل کرنے کے لیے عوام کو سنہری خواب دکھائیں،پھر اقتدار میں آکر خوابوں کو چکنا چور کردیں تو خواب توڑنے والے کی سزا کیا ہونی چاہیے؟عمران خان کو بھی خیبر پختون خوان میں اپنے وعدوں اور عوام کو دکھائے گئے خوابوں کو حقیقت میں بدلنے کا موقع ملا ہے۔میاں صاحب کے لیے پاک ایران گیس پائپ لائن کا معاہدہ اور گوادر پورٹ کا چین کی فوج سے معاہدہ کامیابی سے لے کر چلنا بھی ایک دشوار گزار مرحلہ ہے کیونکہ سفید گھر کے مکین،بھارت اور سعودی عرب اس سے ناخوش ہیں۔سفید مکان میں ہمارے لیے ہمیشہ ہی سیاہ فیصلے

ہوئے ہیں اس بات کا آنے والے دنوں میں پتہ چل جائے گا۔ فی الحال تو ہارنے یا جن کو ہرا دیا گیا ہے ان کو اپنی شکست ”وسیع تر ملکی و عوامی مفاد کی خاطر“ قبول کر لینی چاہیے۔ ہار کر بھی اپنی قسمت پر شاکر رہنے والے قلندرانہ صفت ہے اور جو جیت گئے ہیں ان کو اب کچھ کر کے دکھانا ہوگا۔ تاریخ میں جیتنے والے کی جیت کا تذکرہ ہوتا ہے مگر کون کیسا جیتا اس کو اتنی اہمیت نہیں دی جاتی۔ کیونکہ جو جیتا وہ سکندر......!!!

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔سرے

sohailloun@gmail.com

18-05-2013.